1438

سلسلۂ مطبوعات کتاب خانۂ ریاست رامپور : نمبر ۹

سلک گوہر

میر انشاء اللہ خان انشا دہلوی متوفی ۱۲۳۳ھ

کی لکھی ہوئی بے نقط اردو کی

ایک کہانی

بتصحیح

امتیاز علی خان عرشی

ناظم کتاب خانہ

حسب الحکم اعلی حضرت فرمانروای رام پور دام اقبالہم و ملکہم

اسٹیٹ پریس، ریاست رامپور

طبع اول ۱۹۴۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میر انشاء اللہ خان دھلوی (متوفی ۱۲۳۳ھ = ۱۸۱۸ء)
اردو زبان کے مایۂ ناز ادیب ھیں۔ اُن کے دماغ میں جتنی همه گیری تھی، هندوستانی شعرا اور ادیبوں میں اُس کی مثال بمشکل ھی مل سکے گی۔ عربی، فارسی، ترکی، پشتو، اردو، ھندی، پوربی، بنگاله، پنجابی، کشمیری، سب میں کہا ھے، اور کہا جاتا ھے کہ خوب کہا ھے۔ پھر ھر زبان کی نثر پر بھی قدرت رکھتے تھے اور نظم پر بھی، بے نقط کے بھی استاد تھے اور بولچال میں بھی اھلِ زبان جیسی مہارت حاصل تھی۔

صاحبِ قلم ھوتے ھوئے صاحبِ سیف بھی تھے۔ محمد بیگ خان ھمدانی کے ساتھ متعدد جنگی معرکوں میں شریک ھوکر دادِ شجاعت دی۔ ایک بار جے نگر میں ھمدانی کے بھتیجے مرزا اسمعیل بیگ خان سے کسی بات پر بگڑ بیٹھے۔ بیچارے کو جان چھڑانا مشکل ھوگئی تھی۔ لوگوں نے بیچ میں پڑ کر معاملہ سلجھایا، ورنه یه تو کٹار لے کر جھپٹ ھی پڑے تھے۔

شجاعت کے ساتھ خوش بیانی اور ظرافت کے بھی پتلے تھے۔ جہاں بیٹھ جاتے، باتوں کے باغ لگاتے اور چٹکلوں کے گل کھلاتے۔ بات میں بات ایسی پیدا کردیتے کہ سننے والے عش عش کر اُٹھتے۔ جو ہتھے چڑھ جاتا، چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، اُسے چھیڑتے، اور بدقسمتی سے چڑھ جاتا، تو چھیڑ چھیڑ کر پاگل بنا دیتے۔

ہنسی دل لگی کے ساتھ رکھ رکھاؤ بھی غضب کا تھا۔ بڑے بڑے آدمیوں کو بھی خلافِ مزاج بات نہ کہنے دیتے۔ ایک دن نواب سالارجنگ کے بیٹے مرزا قاسم علی خان کسی شعر میں ان سے اُلجھ پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نواب سعادت علی خان کے روبرو اُنھیں قائل ہونا پڑا۔

ذکاوت اور طباعی میں طاق تھے۔ غزلوں اور قصائد کی نت نئی زمینیں نکالتے اور اشعار میں اچھوتے مضمون باندھنے کی کوشش کرتے تھے۔ ١٦ برس کی عمر میں نواب شجاع الدولہ کی صحبت میں داخل ہوئے، اور مرتے دم تک کبھی نواب نجف خان کے لشکر میں رہے، کبھی بندیل کھنڈ میں جا براجے؛ ابھی میرزا سلیمان شکوہ بہادر کے ندیم تھے، وہاں سے اُٹھ کر الماس علی خان خواجہ سرا کے ہم جلسہ بن بیٹھے؛ آخرمیں نواب سعادت علی خان بہادر کے زیرِ سایہ مزے اُڑائے اور اُن کی رات دن کی صحبتوں

کا کھلونا بنے رہے۔ مگر اس جہاں گردی اور ہرجائی پن کے باوجود تصنیف و تالیف کا شغل برابر جاری رکھا، اور سچی بات یہ ہے کہ اپنی طبیعت کے جوہر یہاں بھی خوب خوب دکھائے۔

ان کی تصنیفات میں سے کلیاتِ نظم، دریای لطافت اور رانی کیتکی کی کہانی[1] مشہور ہیں اور چھپ کر شائع بھی ہوچکی ہیں۔ مخزن الغرائب (ورق ٦٠ ب) میں چند سورتوں کی بے نقط تفسیر کا بھی حوالہ ملتا ہے، مگر یہ کتاب کہیں نظر سے نہیں گزری۔ کتابخانۂ عالیۂ رامپور میں ان کی دو اور کتابیں محفوظ ہیں، جن کے نسخے کسی دوسری جگہ نہیں پائے جاتے۔

١) پہلی کتاب، انشا کے ترکی روز نامچے کے چند اوراق ہیں، جن میں پنجشنبہ ١٨ جمادی الاولی ١٢٢٣ھ (١٢ جولائی ١٨٠٨ء) سے جمعہ ٢٥ جمادی الآخرہ سال مذکور (١٨ اگست سال مذکور) تک کے روزمرہ واقعات بیان ہوے ہیں۔ ان میں سے بعض بہت دلچسپ اور مفید ہیں، مثلاً

١ــــ رانی کیتکی کی کہانی کا دوسرا ایڈیشن انجمن ترقی اردو کی طرف سے شائع ہونے والا ہے، جسے حقیر عرشی نے کتاب خانۂ رامپور کے دو مخطوطوں سے مقابلہ کرکے مرتب کیا ہے۔

۱) یکشنبہ ٥ جمادی الآخرہ کو نواب سعادت علی خان بہادر کے حضور میں تصاویر کا ایك مرقع پیش ھوا۔ کسی تصویر کے سر پر بیڈھنگی سی پگڑی تھی۔ آفرین علی خان اُسے دیکھ کر بول اُٹھے کہ «یہ تو پگڑی نہیں، فراسیس کی ٹوپی ھے»۔

انشا لکھتے ھیں کہ «میں نے آھستہ آھستہ یہ پڑھا:

«پگڑی تو نہیں، ھے یہ فراسیس کی ٹوپی»

حضور نے سن لیا اور فرمایا: «صاحب، چلّا کے کیوں نہیں پڑھتے؟ دیکھو، میاں آفرین علی خان، تم پر یہ مصرع ھوا ھے»۔

اُنھوں نے کہا: «پیر و مرشد، کیسا مصرع؟»

فرمایا: «ھم کیا جانیں؟ انھوں نے کہا ھے:

پگڑی تو نہیں، ھے یہ فراسیس کی ٹوپی»۔

میں نے کہا: «یہ عجب زمین نکلی! حضور کی زبان سے ارشاد ھوا ھے، غلام کو ان سے کیوں پھنساتے ھیں؟ اکثر ایسا اتفاق ھوتا ھے کہ کہنے والے کا مقصد نہیں اور بات موزوں ھوجاتی ھے»۔[۱]

۱ــ اس عبارت میں «انشا لکھتے ھیں» کے بعد سے یہاں تك خود انشا کے اپنے الفاظ ھیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ھے، اس نے جگہ جگہ ترکی عبارت کے ساتھ اردو جملے لکھے ھیں۔

اس اندراج سے انشا کی ایک مشہور غزل کی صحیح شانِ نزول کا پتا چل جاتا ھے، جو کلیات کے بیان سے قدرے مختلف ھے

سہ شنبہ ۷ ماہِ مذکور کے تحت لکھا ھے کہ جنابِ عالی کے صاحبزادے حسین علی خان بہادر کی فرمایش پر میں نے یہ ٹھیٹ ھندوستانی جملہ بولا: «پرانے دھرانے ڈاگ، بوڑھے گھاگ، سرھلا کر، منہ تھتھا کر، ناک بھوں چڑھا کر یہ کھڑراگ لائے»۔

یہ جملہ قدرے تغیر کے ساتھ رانی کیتکی کی کہانی میں موجود ھے۔ اس سے یہ اندزہ ھوجاتا ھے کہ مذکورہ کہانی ۷ جمادی الآخرہ ۱۲۲۳ھ (۱۸۰۸ء) کے بعد لکھی گئی تھی۔

اگر اس روزنامچے کا مکمل نسخہ دستیاب ھوجائے، تو انشا اور دربارِ اودھ کے متعلق بہت سی مفید باتیں ھمارے علم میں آسکیں گی۔

۲) دوسری کتاب «سلک گوھر» ھے، جو اس وقت آپ کے سامنے موجود ھے۔ یہ ایک مختصر کہانی ھے، جسے اپنی طبیعت کی اپج دکھانے کے لیے انشا نے بے نقط اردو میں لکھنے کی کوشش کی ھے۔

جہاں تك لطفِ زبان کا تعلق ھے، انشا کا قلم وہ گلکاریاں دکھانے میں بالکل ناکام رہا ھے، جو اُس کی دوسری کتابوں میں جگہ جگہ نظر آتی ھیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں ھے کہ انشا نے یہ کوئی انوکھی کوشش کی تھی۔ اُس سے پہلے، علاوہ چھوٹی چھوٹی عبارتوں یا خطوط کے، ملك الشعرای ھند فیضی کی دو کتابیں «موارد الکلم» اور «سواطع الالہام» نثرِ عربی میں اور «دیوانِ مادح» نظمِ فارسی میں موجود اور مشہور و مقبول ھوچکی تھیں۔ خود انشا ھی نے ایك بے نقط قصیدہ، ایك بے نقط دیوان اور ایك بے نقط فارسی مثنوی، «طورالاسرار» کے نام سے ۱۲۱۴ھ (۱۷۹۹ء) میں تالیف کی تھی۔ چنانچہ اس کا ایك شعر «سلكِ گوھر» کے دیباچے میں نواب سعادت علی خان بہادر کی مدح کرتے ھوے نقل بھی کیا ھے۔

در اصل اس بے لطفی کی وجہ یہ ھے کہ عام اردو بولچال کا سرمایۂ الفاظ انشا کے عہد میں یونہی کم تھا، اُس پر طرہ یہ ھوا کہ ھندی کے وہ سب لفظ، جن میں ٹ، ڈ یا ڑ پائی جاتی ھے، اس بنا پر چھوڑنا پڑے کہ اُس زمانے میں ان پر چھوٹی سی «ط» لکھنے کی جگہ چار چار نقطے لگائے جاتے تھے۔ اگر موجودہ چلن انشا

کے دور میں بھی پایا جاتا، تو عبارت کی سانس اتنی نہ گھٹ جاتی۔

اب صرف دو راستے باقی رہتے تھے۔ پہلا یہ کہ سنسکرت اور ہندی کے بے نقط الفاظ زیادہ کھپائے جائیں، اور دوسرا یہ کہ عربی و فارسی سے مدد لی جائے۔ چونکہ انشا کے بہت بعد تک ہندو اور مسلمان دونوں اپنی تحریر و تقریر میں سنسکرت اور ہندی کے نامانوس الفاظ سے پرہیز کیا کرتے تھے، اور اُن کی جگہ عربی و فارسی کے وہ لفظ بھی لکھ اور بول لیتے تھے، جو عام طور پر مستعمل نہ تھے، اس لیے انشا نے بھی رواجِ زمانہ کے مطابق عربی و فارسی کے ذخیرۂ الفاظ ھی سے دریوزہ گری کی، اور وسعتِ داماں بڑھانے کے لیے عربی کے اُن لفظوں کو بھی الف کے ساتھ لکھ کر غیر منقوط بنالیا، جو الفِ مقصورہ پر ختم ہوتے اور «ی» کے ساتھ لکھنے میں آتے تھے۔ مگر اوس سے پیاس نہیں بجھا کرتی۔ جن لفظوں اور ترکیبوں سے کان آشنا نہ ھوں، اُن کا مطلب سمجھ بھی لیاجائے، تب بھی لطف حاصل نہیں ھوا کرتا۔ اور یہ نامانوس پن سنسکرت اور ہندی ھی میں نہیں، عربی و فارسی الفاظ میں بھی بے کیفی ھی کا موجب ھوتا ھے۔

اس عیب کو دور کرنے کے لیئے انشا نے مطالب و معانی میں جدّت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ باراتیوں میں مختلف طبقات کی نمایندگی کی غرض و غایت یہی نظر آتی ھے، اور اُن کی هیئت کذائی، عادات و خصائل، اور بولچال کی مصورانه نقالی اسی کی شاهدِ عادل ھے۔ مگر اشکال و اغلاق کے بھاری بھرکم پردے اُٹھا کر شاهدِ معنی کا دیدار کیا جاے، تو بجاے تسکین کے وحشت اور جھنجھلاهٹ هی بڑھے گی۔

بہر حال انشا کی یه کوشش اردو زبان کی تاریخ میں ایك دلچسپ اضافه کرتی، اور اپنے سیٹھے پن کے باوجود مستحقِ ستایش تھی؛ اس لیے کتاب خانۂ رامپور کی طرف سے اسے شائع کیا جا رها ھے۔

چونکه اس کتاب کا صرف ایك هی مخطوطه دستیاب هوا، اور محققین واقف هیں که ایك قلمی نسخے پر کسی متن کی بنیاد رکھی جاے، تو مشتبه مقامات کا رہ جانا ناگزیر سا هوا کرتا ھے؛ اس لیے اگر اس چھوٹی سی کتاب میں آپ کو بھی متعدد جگھوں پر ٹھہر جانا پڑے، تو مرتب معذور و معاف خیال کیا جاے۔ اگر کسی اهلِ ذوق کو اس کا دوسرا مخطوطه دستیاب هو، تو بعدِ

مقابلہ صحیح الفاظ و فقرات سے مطلع کر کے مرتب کو ممنون فرمایا جائے۔

آخر میں یہ واضح کردینا مناسب ہوگا کہ زیرِ نظر مطبوعہ نسخے میں اس کی کوشش کی گئی ہے کہ الفاظ کا وہ املا برقرار رکھا جائے، جس میں کسی حرف کے اندر نقطہ داری کا عیب نہ پیدا ہوتا ہو۔ ایسا کرنے میں بعض جگہ بمجبوری نسخے کے کاتب سے اختلاف بھی کرنا پڑا ہے۔ مثلاً اُس نے عربی لفظ «عل» کو کہیں اس طرح اور بعض جگہ «علا» لکھا ہے۔ پہلی صورت انشا کے مقصد کے خلاف تھی، اس لیے مطبوعہ نسخے میں موخر الذکر کو اختیار کیا گیا ہے۔

کہیں کہیں کاتب نے الفاظ کے املا میں بے ضرورت ردوبدل بھی کردیا تھا۔ مثلاً ہاے مختفی پر ختم ہونیوالے لفظوں کو کبھی الف کے ساتھ بھی تحریر کیا تھا۔ چونکہ ہای مختفی غیر منقوط حرف ہے، اس بناپر ایسے الفاظ پوری کتاب میں اصلی املا پر برقرار رکھے گئے ہیں۔

خدا کرے یہ کتاب بھی سلسۂ مطبوعاتِ کتابخانۂ رامپور کے پچھلے نمبروں کی طرح اہلِ ذوق کو پسند آئے

اور اعلی حضرت فرمانروائے رامپور دام اقبالہم و ملکہم کے مبارک عہد میں اور زیادہ مفید اور اہم علمی کام انجام پائیں۔ آمین!

امتیاز علی عرشی
ناظم کتاب خانہ

کتابخانۂ عالیہ، ریاست رامپور
١٠ اگست سنہ ١٩٤٨ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سمرِ ماہ ساطع ملک روس و ملکۂ گوہر آرا

در حمد و درودِ رسول و ولدِعم و آلِ اطہارِ او،
سلّمھم اللّٰہ الملکُ السّلامُ و کرّمھم!

عالم عالم حمد، صحرا صحرا درود، اللّٰہ صمدِ ودود، اور رسولِ کردگار، سرگروہِ رُسُل، محمدِ محمود، اور آلہ الاطہار کو؛ اور سو لاکھ سلام ہر سحر و مسا اُس ماہِ مصرِ اسلام، مدارالمہامِ سرکارِ ملکِ علاّم، امامِ ہمام، اسداللّٰہ کو، کہ مع[1] عساکر و اعلام مدام معرکہ آرا رہا۔ اس حد کو علم کس کا، اور کس کا حوصلہ کہ مرحلہ گردِ اُس راہ کا ہو! اللّٰھمّ صلّ علا[2] مُحَمّدٍ وّآلہٖ، وَ عُلُوّہٖ وَکَمَا لہٖ!

۱۔ اصل : معہ ۔ لیکن ضمیر غائب کا اضافہ نادان کاتبوں کی غلطی سے ہوتا رہا ہے، اس لئے میں نے متن میں اصلاحی صورت اختیار کرنا مناسب خیال کیا۔

۲۔ اصل میں یہاں ''علٰی''، اور آیندہ کہیں کہیں ''علی'' اور زیادہ تر ''علا'' لکھا ہے، تاکہ حرف یا سے جو اصلاً نقطہ دار ہے، احتراز کیا جا سکے۔ اس منشا کے پیش نظر میں نے ہر جگہ الف سے لکھنے کو ترجیح دی ہے۔

کلامِ مصرع دار

مدادِ مردمکِ حور و کلکِ سدرہ کــدھر
کہ ھو مُسوّدۂ حمـــدِ داورِ عـــالم
مدام وردِ درودِ رسول «صَـلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِه» کرو ھر دم

اطلاعِ اسمِ موسسِ کلام، سَلَّمَهُ اللّٰهُ مَعَ آلِه وَ اَولادِه

واہ، واہ، او دل آگاہ، او مرادِ کلمۂ «لَوْ اَرَادَ اللّٰه» همسرِ املا، ولوله![1] سلسلۂ کلام کو حورآسا، اور محاورۂ اردو کو امردِ سادہ رُو کر دکھلا، اور اسم اُس کلام کا ,,سلکِ گوھر،، رکھ، اور آ،

مدحِ حاکمِ عصر، اَدَامَهُ اللّٰه

اور اُس حاکمِ عصر، مالک الرؤساء وسادہ آرا کو کر دعا، کہ عدل اُس کا مرسوم، اور اسمِ مُعلاّ اُسکا «لَہُ السَّعادَہ» معلوم ھوا۔

کلامِ مصرع دار[2]

اللّٰه وُرا مراد دادہ   اَعْطا عَلَماً، لہ السّعادہ

۱۔ اصل میں ,,ولولا،، ھے، لیکن بعض جگہ کاتب نے صحیح املا ,,ولوله،، بھی برقرار رکھا ھے۔ چونکہ ھای ھوز خود بے نقط ھے، میں نے ھر جگہ صحیح امــلا کو ترجیح دی ھے۔

۲۔ ملاحظہ ھو کلیات انشا: ۱۸۲

الٰہا، مدام عالم اُس کا محکوم، اور حاسد اُس کا معدوم ہو!

در اساسِ کلام

در عالمِ علوِ حوصلہ، کہ سالہا سال ہم کو سودا سا مطالعۂ احوالِ ملوکِ عالم کا رہا، ملکِ روس اور ملکۂ گوہر آرا کا حال اس طرح معلوم ہوا۔

در گلکدۂ سمر و احوالِ طلوعِ سحر

ہر گاہ سحر گاہ ماہِ امردِ کم عمرِ سادہ رو، اہلا گہلا رسمسا سا، مسرورِ سکرِ مدامِ طہور۔۔۔۔۔۔۔۔[1] مرصع محل کا وارد ہو کر آرام گاہِ معہود کو سدھارا، اور عروسِ ہوا کا سلسلہ[2] ہلا اور ہر طرح کا گل، سرد سرد اوس اور سہاگ لہر کہا کر کہلا، اور لمعۂ مہر کا ورود سرِ کوہسارِ طلا کار ہوا،

وصولِ ملکِ روس در مصور محل

ملکِ روس، راس الرؤسِ ممالکِ محروسہ، سوار کار ہما کردارِ صرصر اطوار، ہمراہِ علم و دہل و کوس، مرحلہ

۱۔ اصل میں یہاں ایک لفظ کی بقدر جگہ میں نقطے ہیں۔

۲۔ اصل: سلسلا۔

گردِ گردا گردِ دورۂ گردِ صحرا، در صددِ ارادۂ آہو[1] رہ گم کردہ، آلودۂ ہراس و وسواس، واردِ حصارِ طلا کارِ سرکارِ ملکہ گوہر آرا ہوا۔ اللہ، اللہ! وہ عہدِ موسمِ گل کا ولولہ[2]، اور سو کوس لالۂ حمرا کھلا، اور وہ اُس مصور محل اور معطر محل کا ارم کا ساعالم!

احوالِ سراسر ملالِ ملکِ مسطور

حاصل کہ وہ ہمسرِ کسرا و دارا ملکِ مسطور، مصور محل کو گھور گھور، ملکۂ گوہر آرا کا گردۂ رو مصورِ لوحِ مردمک کر کر محو و آوارہ ہوا، اور اُس کو سارا درد والم گوارا۔ وہ اُس کا احوالِ سراسر ملال اگر سرِ مو محرر ہو، سو معلوم۔ مدرکہ، حواس، واہمہ کل معدوم۔ ولولہ اور دھوم دھام، مدام اُس کا کام؛ اور اُس مصور محل کو سو سو سلام، اور ہمراہِ دمِ سرد اس طور کا کلام:

کلامِ مصرع دار[3]

اور کس کا آسرا ہو سرگروہ اس راہ کا؟
آسرا اللہ اور آلِ رسول اللہ کا

۱۔ اصل: آہو رہ گم کردہ۔ مگر میرے نزدیک "رہ گم کردہ" ملک روس کی صفت ہونا چاہئیے۔

۲۔ اصل: ولولا۔

۳۔ ملاحظہ ہو کلیات انشا: ۲۳۰ حاشیہ۔

احوالِ اطلاعِ ملکۂ گوهر آرا و ورودِ ملكِ روس در معطر محل

ملکۂ گوهرآرا کا دل اس حال کا مطلع هوا۔ اُس دم محرمِ اسرار، مہر کردار، هم عمر، ماه رو کو کہا کہ «ادهر[۱] آؤ، اور اُس کو لاؤ»۔ هر گاه مار مہره عطاردِ الماس آسا کا لگا، اور محلِ لـتسمیع مارِ مدّ سما کالا هوا، اور مدادِ مردمكِ حورِ ملاءِ اعلا کا مسوده کهلا، اور وسواس کا کلسرا اُس کا اُگلا هوا سم کها کر سو رها، اور گهواره کودكِ ماهِ مراد کا هلا، ملكِ روس کلاهِ مکلل گوهر و الماس و لعل رکهه کر، اُس صدورِ امر کا مامور هو، سهما هوا مع[۲] ماه رو واردِ معطر محل هو کر کراها۔

اول اول سلسله کلام کا اس طرح کهلا۔ ملکۂ گوهر آرا کا سر هلا کہ «هاء! راه و رسمِ معمول و مرسوم سوا اگر سرکار کا اور اراده هو، سو معلوم۔ الوداع، آرام! اور دهوم دهام کا واسطه اور سارا رولا کس کام؟ والله که حد گرما گرم هو! اس طور کا سراسر آگ اور لاگ لگاؤ والا اور مردوا کم هوا هوگا۔ اگر سودا هوا هو، کالا لہو کم کرواؤ۔ اور اگر هولِ دل هو، دواء المسكِ سرد و گرم کهاؤ۔

۱۔ اصل: اودهر
۲۔ اصل: معه

گوھمسرِ ماہِ مصر ھو، ھو، عامل مُلا لاؤ، کلام اللہ دم کرواؤ۔ وہ موا سودا درگور کہ سارا گھر کا گھر رسوا ھو۔ لو، ھمارا کہا کرو۔ سر کو، راہ لو، گھر کو سدھارو، مگر اس مُہر کو لو، اور ھر طرح دل کو دلاسا دو۔ اور اس کا گل کھاؤ، لاگ کو آگ لگاؤ، والد اور والدہ کو مطلع کرو۔ مُہرۂ مہر کو ھلاؤ۔ مسودہ اس کام کا ھو، سو لکھو، لکھاؤ۔ مُہر کر صدر الصدورِ ملک کو حوالہ کر ارسال کرو۔ اگر ھمدگر کو وہ مراسلہ اور معاملہ گوارا ھو، حصولِ وصل لا کلام ھوگا۔ وَاِلا، لَاحَولَ وَلاَ۔

ورودِ ملکِ روس در کوہِ طلا و مکالمۂ طاؤس مراد و ملکِ مسطور۔

حاصل کہ وہ اداس رُک رکاؤ کا کلمہ و کلام مسموع کر کر، ملکِ روس کا حد سوا دل دکھا، گولا سا لگا۔ ملکۂ گوھر آرا کو وداع کر کر کہا: «اوہ! ھو، سو ھو۔ ھوا سو ھوا۔ طالع کا لکھا ھوگا»۔ محروم اور ملول، راکھ دھول سر کومل دل صرصر آسا صحرا کا رھگرا ھوکر، اس طور دلاسا دہِ دل ھوا کہ «لو، مولا، اُداسا کسو، دِسا کرو۔ اس معطر محل اور گھما گھم کو لوکا آگ کا لگا کر دھدکار دو»۔

مدعا کہ وہ اِکلا آلودۂ درد و الم، دو سال کامل دوا دو،

روا رو کر کر، سرِ کوہِ طلا آدھمکا ۔ لعل کا گھر آدھر اور الماس کا سه دره، اور لوحِ سحر، اور هدهدِ طلسم، اور مردِ صد ساله اُس کو محسوس هوا ۔ وہ سالكِ مسالكِ ودادِ کامل طاؤس آسا معرکهٔ سماع و حال کا گرم کر کر کوکا، اور مردِ معمرِ صد ساله اس صدا کا آگاہ هوکر للکارا که «او وارد راه، مدعا دل کا کہ۔ اگر مال و ملك درکار هو، کمر کهول؛ اور اگر معاملهٔ دل هو، اُس ماهرو کا اسم هم کو معلوم کروا، سرمهٔ طلسم. اور سرکارِ موسا[1] کا عصا وہ طور والا، اور مدد کا رسّا اور کاسه[2] امداد هوگا۔ اُس سرمهٔ طلسم کا وہ کام که اُس کو لگا کر گهر گهر کل کو گهورا کرو، اور دوسرا مطالع حال هو، سو معلوم؛ اور عصا وہ عصا که گاہ مار گاہ دَو حه کردار هو؛ اور رسا وہ رَسا که هر ماہ رو کو کس لو؛ اور کاسه وہ کاسه[3] که هر طرح کا طعام کهاؤ کهلاؤ، دو، لو، اُس کا طعام کد کم هو»۔

ملكِ روس اس صدا کا سامع هوکر کهلا، اور کها که «اسم اس گدا کا ماہ ساطع ولدِ مهر طالع ملكِ روس، اور علم اُس ماهرو کا که دل اُس کا واله هوا، ملکهٔ گوهر آرا

۱۔ اصل میں کاتب نے «موسا» لکھا تھا مصحح نے چھیل کر «موسیٰ» بنادیا۔ میں نے پہلی کتابت کو ترجیح دیتے ہوئے «موسا» کو متن میں جگہ دی ہے۔
۲۔ اصل: کاسا۔
۳۔ اصل: کاسا وہ کاسا۔

سرکار کا سامعہ آرا ہوا ہوگا۔ واللہ ! کہ اگر دوسرا اُس سا ہو، سو اصلا۔

محامدِ اوصال[1] ملکۂ گوہر آرا

اُس حورِ ارم کا وہ عالم، اور آس مراد کا موسم کہ اللہ، اللہ! کمر، کولا اور ادا، واہ، واہ، واہ! ممدوحۂ سما و سمک، کاکل دودِ آہِ ملک، دملک طلا کار، مہر کردار، دلک ماہ اطوار۔ وہ لوحِ طالع مساہمِ لوح طلسمِ اسرارِ دادار کردگار، اور وہ دو ھلالِ مساہمِ ہمدگر مادۂ سحرِ حلال۔ اور وہ معادلِ رماحِ معرکہ آرا ہُوَ ہُوَ سماکِ رامح۔ اور وہ دو صادِ کلکِ مالکِ معاد کا وہ عالم اور دھوم، کہ لوحِ[2] مہر و ماہ وسوادِ دورۂ دہر ہر ہر واحد محکوم۔ اور محلِ سمع ہر واحد محسودِ کل۔ اور معاملہ دمِ ادا اُس مساہم و ہمدمِ صور کا کہ حامل اور محرک ھالۂ طلا کا مع لعلِ واحد اور دو گوہر ہوا، اللہ، اللہ! واللہ کہ واہ، اور واہ سو واہ، سو لاکھہ واہ! اور دو گال کا اس طرح کا کمال، کہ ہو ہو مہر و ماہ کا سا حال۔ اور اُس سلکِ گوہر اور لعلِ احمر کا وہ احوال، کہ لالۂ حمرا اور اوس کا عالم۔ اور وہ محلِ مسّ

۲۔ اصل میں اس لفظ کے نیچے لکھا ھے: ”یعنی اوصاف سراپا“۔

۳۔ جملے کی عبارت چاھتی ھے کہ ”وہ موسم“ پڑھا جائے مگر اصل میں ”وہ“ نہیں ھے۔

اہلِ دول امرودِ ارم آسا آرام روحِ حور، اور گود اُس کا[1] سہا کا دارِ سرور۔ گلا کو کلا کا سا۔ اللہ، اللہ! وہ لولوءِ لالا کا ہار، اور محل اُس کا مساہم سحرِ محرکِ مردہ۔ لا کہہ سر کا ہو کر سرو اگر علم آرا ہو، اُسکو کہدو کہ اُس سرو کا سا مراد کا (ہو)[2]۔ کولھا[3] وہ کولھا کہ در اصل عسل دار مگس وار ہو۔ اور وہ موردِ حمل گدگدا، اوہو ہو ہو، اہا ہا ہا! گرہِ موءِ[4] کمر اُس گرہ کا معا کسہ۔ سُرّہ وہ سرہ، ہمسر کلمۂ سرہ۔ اور وہ اودا اودا[5] سا لہلہا مودار مَدِّ عکسِ مار کا کل، الہا، المدد، المدد! اور روماول کا کالا گود سر کا سہارا کھا کر رودِ ماء العمر کا طامع ہوا۔ اور ہالۂ گہر دارِ طلا کا مور، سہاگ لہر والا ہلا اور اُس کو گھورا،[6] سہم سہم دودلا ہوکر، دو کوہِ الماس کا آسرا کر، رُک رہا۔ اور وہ موردِ الماس و لعل و گہر، کہ ہر گرد اُس کو مِل مل محسودِ سما و سمک ہو، سہا و عطارد کا گھر۔ اور وہ گول گول ساعدِ

۱۔ آج کل گود کو مونث بولتے ہیں۔ غالباً انشا نے آغوش کے قیاس پر مذکر لکھا ہے۔

۲۔ اصل: ندارد۔ میں نے جملۂ سابق پر قیاس کر کے بڑھا دیا ہے۔

۳۔ اصل: "کولا" دونوں جگہ پر۔

٤۔ اصل: موکمر۔

٥۔ اصل: اواد اوداسا۔

٦۔ اصل: "کہوارا" بضم کاف۔

لامع موردِ مرورِ ماہ، اور وہ مادۂ[1] مار کا مولد کہ ہر عروس کا رسوا گہر ہو، لاکہہ دل کا محلِ آرام۔ اور وہ دو کوہِ طلا، اُس دو کرۂ مدور اور گول گول کا معاکسہ کمر کہ[2] مردار کا وہم کم رکہہ،[2] محلِ سروکار کو مسودۂ سمِ آہو لکہہ۔ اور عکس اُس آگ کا، وہ آگ کہ محاورۂ کلامِ اہلِ مکہ ہو،[3] ورل آسا۔ اور وہ دو محلِ سرِ اہلِ ہراس و وسواس، دو کاسِ مدورِ الماس۔ اور وہ دو عمودِ طلا کہ داماد عروس کو گہر لاکر اُس کا حامل ہو، مدارِ سرورِ اہلِ ہوس۔ اور وہ حاملِ سلسلۂ صدا آرا سمکِ طلا۔ اور وہ دس کلکِ لعلِ احمر مدارِ ہرکار، معصرِ دل اور معاکسہ مساہمِ ہر واحد کا، اور وہ مصلحِ عکسِ صلح اُس دم کہ حا کو سمسمِ اسودِ مداد کار کہہ کر معلم کرو، دس دس ہلال ہمراہ ماہ کامل۔»

کلامِ مہر آلودِ طاؤسِ مراد

الحاصل وہ مردِ صد سالہ اس کلام کو مسموع کر کر رحم آور ہوا، اور اُس کو کہا کہ «وہ سرمہ اور وہ عصا

۱ــ اصل: «مادہ» بتشدید دال۔ مگر یہاں «نر» کی مقابل «مادہ» مراد ھے۔ مادۂ مار سانپن۔

۲ــ اصل۔ «کمر کہہ» دونوں جگہ۔

۳ــ یعنی ران، جو عربی لفظ نار بمعنٰی آگ کا عکس ھے۔

اور وہ کاسہ اور رسا اگر درکار ہو، لو، اور مدعا دل کا ہر طرح حاصل کرو۔ و اِلّا سرِ کوہ رہو، دال اوگرا ہوگا، سو کھاؤ۔

۱ وہ دلدادہ روکر اس طرح کلام آرا ہوا کہ «مدعا دل کا حصولِ وصالِ دلدار سوا اور ہو، سو معلوم۔ اللہ کا رحم اور سرکار کا کرم اگر مددگار ہو، حلِ ہر گرہ سہل، اور دکھ درد دور ہوگا۔»

ورودِ طاؤسِ مراد در محل و مکالمۂ او و گارو

ہرگاہ اس طرح کا مکالمہ ہمدگر مکمل ہوا، وہ کمال آگاہ دادرس ہر اہلِ درد گھر کو سدھارا، اور کل اہل و اولاد کو للکارا، اور مولودۂ مسعودہ[۱] گارو کو کہا کہ «او گل رو، ادھر آ، کہ مہر طالع کا ولدِ اسعد، ماہ ساطع ملکِ روس، ملکۂ گوہر آرا کا والہ و دلدادہ ہوکر ادھر وارد ہوا۔ اللہ، اللہ! عالم اُس کا اس طرح کا:

کلامِ مصرع دار

اھلا گہلا رسمسا، گورا گورا، واہ!
سادا سادا، گدگدا، گول گدا کا، آہ!

اور معاکسہ اُس محامد کا اس طور:

۱ــ اصل: مسعود۔

معاکسۂ کلامِ مسطور

گورا گورا ، واہ ! اهلا گہلا رسمسا
گول گدا کا ، آہ ! سادا سادا گدِ گدا

وہ کام کر کہ اس امردِ سادۂ دلدادہ کو آسرا سہارا ، اور دل اُس کا لہلہا ہو»۔

گلرو کا ، مسکرا کسمسا کر ، کمر کولھا[۱] هلا کر ، مالا مال ہو کر ، سر هلا اور دل کھلا ، اور کہا کہ « اس کلام کا مآل[۲] ہو ، سو معلوم کرواؤ ۔ »

کہا کہ «وہ سرمہ اور وہ کاسہ اور وہ رسا اور وہ عصا لا دو کہ اُس کا کام اور ہم کو آرام ہو۔ »

کہا : «دادا ، وہ موا کاسہ واسہ ،[۳] سرمہ اُرمہ ، رسا وسا ، عصا وصا ، کس کام ، واسطہ ، مدعا ؟ ملکۂ گوهر آرا اور ہم ہم عمر اور ہم کلام ۔ اُس کا کام ہم کو کل معلوم ، اور همارا سارا اسرار اُس کو ۔ اگر واسطہ همارا ہوگا ، مدعا لا کلام ہوا ، و اِلّا ، لاَ ۔ اُس کو کہدو کہ گلرو کا کہا ہو ، اور سرِ مو اصلا ۔ »

۱۔ اصل : «کولا»   ۲۔ اصل : مال ۔
۳۔ اصل : کاسا واسا ۔

وصلِ ماہ ساطع و گلرو کہ مساس و معاملہ طورِ دگر آمدہ

مردِ صد سالہ اس کلام کا آگاہ ہو کر، اُدھر رھگرا ہوا، اور اُس کو کہا: آ، ملکِ روس کو دلاسادہ ہو»۔

الحاصل، اُس مردِ آوارہ کا اور اُس کا ھمدگر ملاؤ ہوا۔ لہر، گو کہرو، ململ، گہاس، اطلس کا سادا سادا طور کر کر، اُس ساحرہ کا دل کہلا۔ اُس دم وہ لعل کا گہر آدھر، اور الماس کا سہ درہ[1] وا ہوا۔ مردِ صد سالہ، گلرو کا دادا، علاحدہ دور رہا۔ مدعا کہ ماہ ساطع ھمراہِ گلرو اُس گہر کا صدر آرا ہوا، اور سلسلۂ کلامِ گلرو اول اول اس طرح ہلا:

کلامِ مصرع دار

آگ[2] لگاؤ، گرم ہو، آہ، رہا سہا کرو
وہ کہ دُراؤ[3] والا ہو، اُس کو اکل کہرا کرو
دور کرو دراؤ کو، سارا گلہ ہوا کرو
ھم کو ملو، دلو، کہلو، کہولو، گرہ کو وا کرو
آو، گہلو، ملو، کہلو، گود کو گد گدا کرو

١ــ اصل: درا۔
٢ــ کلیات انشا، قلمی، ١٤٥ الف میں «لاگ لگاؤ» ھی۔ مطبوعۂ دھلی: ٢٣٥ سلك گوھر کے مطابق ھی۔
٣ــ کلیات قلمی و مطبوعۂ دھلی: «دوراو»۔

کو کہو۱ مسوسو، کوس لو، اور ملولا گولا۲ کھاؤ
رولا کرو کہ دھوم دھام، آو، مگر ملو ملاؤ
گرم رہِ سلوك هو، مروحه مہر کا هلاؤ
دور کرو دهاك کو،۳ لہرا سہاگ کا لگاؤ
دکھ کو سکھا کر۴ آگ دو، راکھه کو سرمه سا کرو

ماه ساطع، گلرو کو گھور گھور گرما گرم هوا، اور کہا: «اوه، لو آو، کہو، سو هو۔»

اول حد سوا مساس هوا، اور مساس هو کر عمود کا سر هلا، اور رس کا درا وا هوا، اور اُس کام کا لگّـا لگا۔ هر گاه لہر لہرا دم مار مار کر، وه راه مار گھسا، اور دھکا۵ گہرا لگا، گلرو کا کولها دکھا، مسوسا کہا کر کہا: «کس طرح کا مردوا ملا، که رس کا محرم هو، سواصلا۔ اس کام کو آگ کا لوکا! موا گد گدا گدا کا سا ساده لوح کدھر دهر دهمکا؟ ملکۂ گوهر آرا کو رسوا کر کر ادھر آ کودا۔ اس کو مکا، اُس کو دھول، اس کو هودا۔ لو

۱ــ اصل: گوکه۔ کلیات قلمی: کو کو، و مطبوعۂ دهلی: گوکه۔
۲ــ قلمی: کو که، م د: گوکه۔
۳ــ م د: دهاگ۔
۴ــ ق میں کاتب نے سہواً «سکھاکے» لکھ دیا هی۔
۵ــ اصل: دکهکا۔

اور گل کھلا کہ لال لال اودا اودا سا لوهو گرا۔ حملہ
کر کر گوکھرو سارا ملا دلا۔ آدم کہ موا گدھا»۔

الحاصل وہ کالا، آس مراد والا، اوس لس دار
اکل کر مردہ[۲] سا ہوکر گرا۔ گارو کا اُس دم لعلِ گوہر
دار ہلا اور کہا: «موا ملکۂ گوہر آرا کا مردودِ درگاہ گھر
کا مالك هوا۔ الہا! لوکا لگا اس سہاگ کو! وہ لگا کس
طرح اور کس کام کا کہ گہرا گدکا مار ہم کو ادھموا
کر کر ہوا ہو۔ لوگو، اس طرح کا لگور دوسرا ہو، سو
معلوم۔ اول اول دعا اور سلام اور کلام کو حوالۂ سہو
کر کر اور مدعا کو آلگا»۔»

ماہ ساطع اول دم کہا رہا۔ ہرگاہ گارو کا کلام
سارا مکمل ہوا، سر ہلا کر کہا کہ «واہ، واہ، حد کرم،[۱]
ہم سا اور سادہ لوح دوسرا کد ہوگا کہ سرکارِ والا کا کام
اس طرح کر کر سادہ لوح کا سادہ لوح رہا۔ کرم اور
مہر کدھر، کہ مورد ملال ہوا! واللہ! اگر ملکۂ گوہر آرا
کو اس طرح کا سرور حاصل ہوا، معاً اس حور کو مل
کر معلوم کرو کہ مار رکھا ہوگا»۔

۱۔ اصل: مردا۔
۲۔ اصل: گرم

اس کلام کو حوالۂ سامعہ کرکر گلرو کا درِ سرور کھلا اور کہا کہ ''اللہ! اللہ! اس دم ہم کو معلوم ہوا کہ ہمدگر کا وہ معاملہ واسطۂ حصولِ اصلِ مدعا رہا۔ دل کا لگاؤ ہو، سو اصلاً۔ روح مسرور اُس دم ہو کہ ملکۂ گوہرآرا ہو، وِاِلّا کس طرح؟ دراؤ والا مردوا در گور! اور اُس کا وہ سرِ مار، گو کہ ہو درکار، کس کام؟''

وہ دولا سوداگر، سود مول کا گاھك، گاہ ادھر گاہ اُدھر، گاہ اس ملك، گاہ اُس ملك، گاہ صحرا گرد، گاہ واردِ کوہ، ماہ ساطع کا درِ کلام اُس طرح کھلا کہ ''اول دل اس گدا کا والہِ ملکۂ گوہر آرا ہوا۔ اور اُس کا ارادۂ وصال کرکر محرمِ اسرارِ صحرا اور گاہ ہمدمِ کوہ رہا۔ اور اُس کا سودا اس حد ملكِ دل کا مسلط ہوا کہ اس کوہ کا محرم ہو دم سادہ رہا۔ اللہ کا سہارا اور رسول کا آسرا اس مردِ صد سالہ کو در ہر حال ہو، کہ رحم کھاکر احوال کا سائل ہوا، اور کہا کہ سرمۂ طلسم اور عصا موسا[1] کا اور مدد کا رسا اور کاسۂ دائم الطعام لو۔ سرمہ، کاسہ،[2] عصا، رسا کس کام کہ گلرو

[1]۔ اصل: موسی۔
[2]۔ اصل: سرما کا سا[3]۔ ۳۲۹۶۴

سا همدم اور محرمِ اسرار ملا، اور اس رس کا مساس اور ململاؤ حاصل هوا که هر طرح کا درد اور دکهه دور کهسکا۔ الله، الله! ساده ساده گال اور گول گول گرهٔ[۱] مدورِ محرم کا محرم هو کر اس ماه ساطع گدا کا دل اس ادا اور کلام کا اس طور مملوك هوا که اگر ملك اس طرح همکلام هو که ملكِ دارا لو اور گارو کو وداع کرو، اُس دم اس مملوك گدا کا درِ کلام اس طرح وا هوگا که گارو کا اسم لو، اور سارا ملك و مال وار کر گدا کو دو۔ مل اگر مسکرِ کاسهٔ عدل هو، اس گدا کو که ملکهٔ گوهر آرا کا در هر حال والهٔ وصال اور مملوك رها، کهو که ‟او همه مهر اور دادِ مصور سالم اور مکرم ره، اور ڈهرا آسرا اور سهارا رکهه۔ کهو، اگر سهو محو معمول همارا هو، مهر کا آسرا آس کس کو هو،،۔

گارو کا دل مسرور هوا، اور مسکرا کر کها ‟لو، آو، عهد کرو، لکهدو که گارو کا محل علاحده هوگا۔ اور لکها هوا عهدِ مسلّمِ مُسْلِمِ مُسَلَّم۔» ماه ساطع کا سر هلا، اور گارو کا کها هوا عهد لکها۔

۱۔ اصل: گره۔

صعودِ ہدہدِ گلرو، و وصولِ او در مصور محلِ ملکۂ گوہر آرا

اُس دم اُس ساحرہ کا سحر معلوم ہوا۔ واہ، واہ! اِلو، گلرو کدھر، گلرو کا ہد ہد ہوا، اور وہ ہد ہد صعود کر کر ہوا کو ملا۔ ملکۂ گوہرآرا کا گھر اُس کا آرام گاہ ہوا، اور سر اُس کا کھلا۔ اُس دم ملکۂ گوہر آرا کا دل گل گل کھلا، اور اُس کا آگا روک کر کہا کہ ”سرک، او کم مہر۔ سال و ماہ سلام ولام، لکھا وکھا؟، روکھا سوکھا دلاسا، سواصلا۔ سراسر سہو محو، دور ہو۔ لاحول ولا۔ اس لاگ کو آگ کا لوکا“!

اُس دم ہد ہد آدم ہوا، اور وہ آدم کھل کھلا کر اس طرح کھلا کہ ”مالک ہو۔ کہو، سو کہو، اور گلہ[1] کرو، مارو۔ ہمارا اور مدعا ہو، سو معلوم، الا ملکۂ گوہر آرا کا ہر طرح سرور۔ او ماہرو، ادھر آ، ہمارا اور ملکۂ گوہر آرا کا معاملہ لکھ رکھ۔ کل کو اِدھر اُدھر گلہ ہو[2]، گواہ ہوکر کہ کہ گلرو کا

۱— اصل : گلا۔
۲— اصل : کلا۔

دوس هو، سو معلوم۔ اُس کا الحاح سوا اور طرح کا کلام ھو، سوا صلا،،۔

ماہ رو کا سوادا دکھا کر، لعلِ گوہر دار ھلا، اور کہا کہ ،،لو، آؤ۔ دم لو، آرام کرو۔ راگ واگ گاؤ۔ ھمدگر کا گلہ ولہ[۱] سارا دور کرو۔ گال ملو، گال ملواؤ۔ محرم کھولو، محرم کھلواؤ۔ مساس کرو، مساس کرواؤ۔ گول گول کولھا ملو ملواؤ۔ آہ واہ کرو کرواؤ۔ گارو کا اسم ،،گلو،، رکھو۔ اور ماھرو کو ھمدگر صلاح‌کار کرکر اس کا صلہ[۲] دو،،۔

الحاصل، سرِ محرم کھلا اور ھر طرح کا مساس اور گھل گھلاؤ، اور ململاؤ ھوکر راگ کا لہرا لگا۔ ملکۂ گوھر آرا کا سوھا، واہ، واہ! اور گارو کا دائرہ، اللہ، اللہ! ملکۂ گوھر آرا کا دل اُس کا دائرہ مسموع کر کر مسرور ھوا، سراہ کر کہا کہ ،،گلرو، اگر اس دم مال اور ملك درکار ھو کہو، کسو اور کو دلوادو۔ اور اس گوھر آرا کو مملوکہ معلوم کرو»۔ کہا کہ اس گلرو کو وہ دو کہ اُس کو درکار اور اصل مدعا اور مراد ھو،،۔

۱ـــ اصل: گلا و لا۔

۲ـــ اصل: صلا۔

کہا کہ "گلو، کہ"۔

کہا کہ «ماہ ساطع ولدِ مہر طالع، ملکِ روس، حورسا امرد گوہر آرا کا مساہم، اہلِ کمال کا ممدوح۔ ہر کام کا کس والا، اُس حور کا کہ اسم اُس کا گوہر آرا اور والد اُس کا والا گہر اور والدہ مہر آرا ہو، والہ ہو کر واردِ کوہِ طلا ہوا۔ اور دادا[1] طاؤسِ مراد کو مل، اہلِ دل اور رحم والا معلوم کر، سارا احوال کہا۔ دادا کمال مصر ہوا اور کہا کہ گارو، اس دلدادۂ رُوسادہ کا کام کردو۔ ملکۂ گوہر آرا کا گھر اگر معلوم ہو،ہُدہُد وُدھد، کوکلا وکلا ہو کر صاعد ہو، اور اُس گوہر آرا کا احوال معلوم کر۔ اگر اسہل ہو، لگتا اس کام کا لگا۔ اور اگر اس طرح محال ہو، اور صلاح کر۔ سو اس دم اس مملوکہ کا آمد آمد کا واسطہ اس کام سوا اور ہو، سو معلوم۔ اور اس سوا کام اور ہو، سو اصلاً»۔

کہاکہ «وہ امرد معلوم ہوا کہ طاؤسِ مراد کا گھر کُودا، اور اُس لعل کا مالک ہوا کہ لعل کا آدھر گھر اور الماس کاسہ درہ اُس کا وہ ہوادار، اور اسم اُس لعل

۱۔ اصل : داد

کا گارو۔ واہ، واہ! اِلو امرد اور کس والا ہر طرح ممدوح ہو، وہ لعل کا گھر آدھر اور الماس کا سہ درہ اور ہوا کا عالم اور گہرا گدکا اور کھُل کھُلاؤ اور مِلملاؤ۔ اُوہ، اُوہ! اس آمد کا مآل دراصل لگاؤ کا کمال، اور محرم کا ملا دلا گوکہرو اُس کام کا گواہِ حال۔ گارو کا مائل گوہرآرا کا طامع ہو، سو اصلاً»۔

کہا: «ملکہ،[1] اس طرح کا کلام کم اور سارا گلہ[2] گم کرو۔ گوہرآرا کا والہ و دلدادہ گارو کا محرمِ اسرار ہو، واہ عدل! لو سرکو، مآلِ کار معلوم کر کر اس طرح کہا کرو»۔

کہا: «اگر مُکرو، مُکرو۔ دل کا احوال سو اللہ کو معلوم ہو گا»۔

کہا: «ملکہ، کلام سرکار کا اصلِ اصل۔ وہ سرکار کا مملوک اور گارو مملوکہ۔ اُس مملوکِ مردہ کو محرمِ اسرار کر کر عمرِ مدام کا مالک کرو»۔

کہا: «اگر سرورِ دلِ سرکار اس طرح ہو،

۱۔ اصل: ملکا

۲۔ اصل: گلا

طوعاً و کرهاً آولا[1] ـ آمّا مہرآرا کو آگاہ کرو کہ ملك والا گهر، همارا اور اُس کا مالك، اس احوال کو مسموع کر مسرور ہو ـ اگر اس کا اُس کا حکم لو، اس طرح کا مردوا حور سا امرد، واہ، واہ!»

گارو کا ملال دور اور دل مسرور ہوا، اور ملکۂ مہرآرا کو سلام کر کر کہا کہ «آمّا، گوہرآرا کا دل، ماہ ساطع ولدِ مہر طالع ملكِ روس، کا طامع وصال ہوا۔ واللہ! اُس سا امرد اور حور سا مردوا اور ہو، سو معلوم۔ گوهرآرا کا ماہرِ حال ماہرو اور اس گارو سوا اور ہو، سو اصلا۔ رو روکر حال اُس کا اس طرح ہوا کہ کہو اور روؤ[2]»۔

مہرآرا کا دل ملول ہوا اور کہا کہ «اُس امردِ سادہ رو حور طور کو لا»۔

گارو کا اُس دم مکرر ھُدھُد ہوا، اور وہ ماہ ساطع امردِ دلدادہ، آلودہ درد و الم کا، مکرر اُس مصور محل کو آدھمکا۔

۱ـــ اصل میں پہلے «اولی» تھا ـ کسی نے چھیل کر «اولا» بنا دیا ہے ـ
۲ـــ اصل : رؤ ـ

کلام درحصولِ اهمّ مرام

الحاصل دولها[1] هوکر وِسادہ آرا هوا، اور لاکهہ حورِ طاؤس کردار اور سو لاکهہ اهلِ سرود کا لـگا لگا اس طرح کہ کوسِ رعد آسا، اور دهلِ[2] سامعہ سا، اور اور دمامۂ اسد صدا، اور عودِ حمامہ آوا کا همدگر مل کر سُرورُ، مَدّهم ودَّهم، سادہ وادہ، اور گاہ اور صعود کر کر سرگم کا حورِ ارم کا سا عالم هوا۔ اور اِدهر کامود، گاہ مدہ مادہ اور ملار، گاہ کِدارا اور مالکوس سا راگ سامع آرا مسموع کر دل ملوک اور اُمرا کا کهلا۔ مولا اور کلو کا وہ کلام کہ «کملا محرم دل دادہ» هر سامع کو سراسر آگ لگا کر الگ هورها۔ اور سادهو مادهو کا ادا دکها دکها کر دهوم دهام کا رَوْلا کہ سُدهارس کا کها هوا وہ «دِر دِر، دِر دِر، دَرا، دَرا، آہِ دِر دِر، دِر دِر، دَرا دَرا۔

کلامِ مصرع دار

وصلِ دلدار آمدہ دردِ دلِ ما را دوا
رو، ارسطو، رو ارسطو، دردِ سر ما را مدہ

کودکِ دہسالہ اور مردِ معمرِ صدسالہ کو رُلا رلا

۱ـ اصل : دولہ ـ
۲ـ اصل : دهل دل ـ

کر روح کو آلگا۔ گل محمد کا سالا، مکھو، ہرگاہ دائرہ سمبھال کر کوکلا سا اس طرح کوکا:

گئو کل کو مورلا کوک رہو ہو
رادھا ہر کا ہو اُور سِدھارو

اُس دم ہر دل کا ارادہ کرکر کرا آگ کا کر، ہمراہ رود و سرود راگ کا لہرا اور سُر سم کا لگا لگا کر علاحدہ علاحدہ ہر گروہ[1] آدم کا طور اور ھُوَ ھُوَ ہر کدام کا کلام، اس اس طرح ادا ہوا کہ واہ، واصلا۔ کلو، مرادو، امامو کا کھرا کھرا[2] گہرا گہرا گہروا، دُھرا دھرا کر کولھا[3] ہِلا ہِلا، گلا لہر لہرا، دولھا[4] کو گھور گھور، دم سادھ، گم ہو، گا گا کر: «اودھو مہرا گہرا والا حاکم ہم را» اس طور کہ، واہ!

اور واہ، واہ! وہ رھس لالہ رامداس کا، اور وہ سارا عالم، اور کالا کمل والا گوالا، اور وہ سو سر کا کالا، اور وہ اوس، اور وہ گھاس، اور لاکھ گئو کا دودھ، اور گئورس، اور لاکھ گاگر، اور رس کا

۱۔ اصل: گروہ۔
۲۔ اصل: کہرا کہرا۔
۳۔ اصل: دکولا۔
۴۔ اصل: دولہ۔

سا گر، اور اُس راگ کا لگاؤ، اور آگ کا الاؤ، اور ہر ہر درگ مِرگ سا، مولا سا، اور گوکل کا سارا اُداسا، اور اُدھر کا ادھورا دلاسا، اور وہ دھوم دھام کا رَولا، اور راولا کوسا، اور آس کا لـگا لگا کر، سولہ سولہ سو کا مسوسا، رو رو کُھک کَھک سُلگ سُلگ دھك دھك، سر گال کو راکھ دھول مل، اس طور کہ

ها ها، او دهو هردوارکا کو سدھا رو
کا هو کہا دوس سگرُو دوس همارو

اور واہ واہ! وہ آلھا اودل کا راگ ھُمك همك اور کورو کا گھما کا، اور ہر ہر سور اور سُودَّر کا گھل گھلاؤ گہك گہك، اور واہ! وہ سرِ راہ گولر کا آسرا اور کولك کا لگا، اور وارد و صادر کا دُگھدھا، اور ادھر اُدھر ہرکارہ لگا ھوا، اور آمدِ مالِ سوداگر، محرر اُس کام کا لا لا گردھر اور لالُو اُس کا سالا اور سسرا اُس کا مادھو رام، اور همدگر اس طور کا کلام کہ «مہر کا گھور محمد سُرُور کو راگ اس طرح ھوا کہ ھوا کو کوا کرا»

کلامِ مصرع دار

مہ ما آمَرَدْ سَدَہ سَدَہ[۱]
دَرَدَا دَرَدَا دَدَہ[۲] صدا
کہ درا درا اِدرا[۳] گدا
ہُدہُد ہما کو سر و دُم ہلا

ہُلُولُوم ہُلُولُوم ہُلُولُوم ہُلُولُوم

اور گھورک گھورک گھور گھور مردِ حمد آور کا کلام اور کُکراگ اس طرح کا

کلامِ مصرع دار[۴]

کورار کورار کورار اول گورلوک و کلگوارہ
سوکار سوکار و کولار کولسام و اور گولسام

۱۔ بین السطور میں اس کے معنی لکھے ہیں: سادہ سادہ۔
۲۔ ان لفظوں کے نیچے لکھا ہے: درا دا، درادہ دادہ۔
۳۔ اس لفظ کے نیچے لکھا ہے: ادھر۔
۴۔ پہلا شعر قصیدۂ بے نقط موسوم بہ طور الکلام کا آٹھواں شعر اور ترکی زبان کا ہے۔ کلیات قلمی (ورق ۲۱۰ الف) میں اس کے الفاظ یہ ہیں:

کورار کورار اول کور کو لك و کلکوارہ
سوکار سوکار و کولر کولسام اور کلسام

مطبوعۂ دہلی (ص ۱۲۸) میں اس طرح لکھا ہے:

کورار کورار کولار اول کورو کلکوارہ
سوکار سوکار و کولر کو لسام اور کلسام

دوسرا شعر غالباً اسی موقع کے لیے کہا گیا تھا۔ کلیات میں اس کا پتا نہیں چلتا۔

اول کور گولوك دور مو کور گولوك دور اول کور
گولوك دور موکور گورلوك دور مولوموك دور

واه، واه! وه دورهارا دِکها دکها، دهمکا دهمکا کر، معامله[۱] حال کاسا اُس گروهِ دَدْآسا کا، که اصلِ مولدِ کـلّ روه اور هر واحد اُس گروه کا عکسِ مرادِ احمر،[۲] اور کل کا طور سو اس طرح که عمّامه ململ کا اور دس اطلس گلدار کا گهگرا دُمِ طاؤس سا، اور کالا کمل کسا هوا کمر کا سهارا، سرمه سراسر گهُلا هوا، اور وسمه لگا هوا، اور وه هرارا اور حمله گهرا، اور سرود کا لهرا، اور سر هلا هلا اُکس اُکس کود کود اعاده اس کلام کا: «ملا سردارا، اِسکڈا، اِسکڈا»۔

اور الله الله! وه مکالمه علماءِ اهلِ ده کا همدگر اس طور، که «ملا صدره آس آس لِکهس رها۔ ملا محمود مع اوله آس آس کهس، اور حمدلاه[۳] سلّم مُسَلّم والا

۱ــ اصل: معاملا۔
۲ــ اصل میں لفظ کے نیچے لکھا ہے: «یعنی خرس»۔ احمر کو فارسی میں سرخ کہتے ہیں اور سرخ کا عکس خرس ہے۔
۳ــ اصل: حمدلاه۔ مولوی حمد الله سندیلی نے محب الله بہاری کی منطق کی عربی کتاب «سلم العلوم» کی شرح لکھی ہے، جو مصنف کے نام سے «حمدالله» مشہور ہے۔ مسلم، یعنی مسلم الثبوت، اصول فقه حنفی کی ایك عربی کتاب ہے، جو ملا محب الله بہاری کی دوسری تصنیف ہے۔

دُوْ کو رَدّ کرس۔ دراصل علِم کا گھر، سو مدرسہ ملا سعد کا رھا۔ و ما عداھا لا۔ اس کو دَرك کرو اور کا اور وہ کہ اَلعلم مَعَ العمل، کالمِسك مَعَ الغَسل»۔

اور وہ مردودِ درگاہ سالار و مدار کا رَولا، راکھ دھول سر کو لگا[1] اور الاؤ آگ کا سلگا، اور وہ دَھمَال اور دِھد کار کا معرکہ کہ «مدار مدار مدار، سالار سالار سالار»۔

اور واہ واہ! وہ کلام لا لا سدا سکھ کا کہ کھرا اُس سا دوسرا کم ھوگا، محوِ کاسۂ مدام ھوکر اس طرح کہ «دَرا درا درا، راگ کا سِرا، دِر در در در دور کر دُر در در در، کس کا دُر، اُس امرد کا کہ ماہ آسا سادہ رو ھو»۔ اور وہ ملمع کلمہ کہ «ماء الورد اور دُر دارو ملاؤ کر کر در کلوم دِہ۔ او مردك اُلّو گُدّو، حمارِ صحرا گدھا گُدّو، مگو، «کل کلا کلوا» مع «اَ کل، اَکلا، اَ کلوا» کُلو لحیم مملح، دگر راح آرامِ دل دہ، مِل کر سو رہ»۔ اور اعادہ ھر دم اس کلامِ مہمل کا کہ «اللہ اور رام، کلاھما واحد»۔ لاحول و لا۔

[1] اصل: لگاو۔

اور محاکمہ گروہِ ملّاح اہلِ اسلام کا اس طور۱ :
«مُسُعُدا گُسُو، کُدا وُ ہُم کُرُو، رُسّا کُسُو،
اُس کُو دُوھُو، گُوُرُس کُرُو، لُٹکا دُ ھُرو،
مُوکُوك مُوکُوك مُشکا کھاؤ کُنہوا کھاو گُوکُوك۔»

مکالمه او سوال، اور وه دوارکاداس اوسوال کا کورهٔ حدّاد سا گال، اور وه لس دار رال کا معامله گؤمکھ سا کلّا، سر کھلا، اور اُس کا وه محلِ امعا دمامهٔ رعد صدا، اور مکارام اُس کا گر، اور سرگم کا سا سُر۔

معاملهٔ اهلِ حال

اور وه آمدِ آمدِ اهلِ کمال، اور وه عمامه، وه کلاه، وه ردا اور سماع و حال، اور وه عرس کا احوال؛ اور وه ولوله اور سودا، اور وه سوکھا ساکھا

۱۔ ڈاکٹر صدیقی صاحب اپنے گرامی نامۂ مورخۂ ۲۲ جون سنه ۱۹۴۶ع میں تحریر فرماتے هیں :

«وه جو ملاحوں کی بولی کی نقل آتاری هے، وه بنگال کے ملاحوں کی نقل هے۔ بنگالی زبان کی بہت هی عام چیز یه هے که آپ کا فتحه ان کے هاں ضمه هوجاتا هے اور اکثر کسی قدر اشباع کے ساتھ اور کبھی پورا «و» هوکر ان کی زبان سے نکلتا هے، جیسے گھر کو گھور اور گنگا کو گونگا کہتے هیں۔ انشا پیدا هی بنگال میں هوئے تھے۔ ملاحی کا پیشه کرنیوالے بنگال میں مسلمان هی هیں۔ اس لیے یه بہت قرین قیاس هے که بنگال کے ملاح مراد هیں۔»

گردۂ مدور[1] اور کاسه[2] دال عدس کا زُوکھا؛ اور حرص و هوا، اور وه راگ اور صدا، اور دائره اور دوره[3] «الله هُو» کا؛ اور وه اُهو هُو هُو، آهاهاها سر اور عصا اور رومال هلا هلا کر، رو رو، رُلا رُلا کر۔

اور وه لاهور کا سِکھ گرو امرداس والا، اور اُس مردود سُؤر کا «واه گرو واه گرو» کا معامله اس طور که لَاحَولَ وَلَا۔

اور وه دس مرد که هر واحد کا سودهرا مولد اور ماوا، اور اسم هر واحد کا اس طرح: رُولنڈُو[4] گُلّو[5]، گتهمّا[6]، دُهوما، مَلّها، سَلّها، کَکّلا، مَہروُ، محمد مراد، سمّو، آکر هر واحد اس طرح کوکا، اور دُهرا دهل محرمِ صدا هوا۔

۱- بین السطور میں لکھا ہے: نانـ۔

۲- اصل: کاسا۔

۳- اصل: دورا۔

۴- دریای لطافت میں رلدو بے واو معدوله لکھا ہے۔

۵- دریای لطافت میں گلو لکھا ہے۔

۶- دریای لطافت (ص ۲۵۲) میں گهما لکھا ہے اور پنجابی نام بتایا ہے۔

کلامِ مصرع دار

کرم اللہ دَا لَکھ طرح دَا، اس دولھا دَا لال رومال
سرور سرور سرور سرور آکھ رھا کر گھتّا لال
سہرا دا[1] سرور دا رُولدو، سرور رَاوَل دولھا ہوءِک
دولھا دَا گھر اللہ وَساؤک، سرور دَا اِہ کولا ہوءِک

اور، ملّھو، اور عصمو، اور امامو، اور مرادو اور کرمو، کہ ہر واحد کا گھر لاہور، اور کام ہر واحد کا سوھلا آ کـر اس طرح ہر واحد کا راگ ہمدمِ سمیع اھلِ سرور ھوا:

کلامِ مصرع دار

امّا دَا اِہْ لال دُلارا دُولھا کِکـّر ملھو وال[2]
اکھ[3] ملاوک گھور رھا اِہْ امّا والا عصمو وال
آسا مل امّا دا محرم کرم محمد ممّا مِلْدا
اکھ[3] ملاوک کِکـُّر دولھا آکھ مرادو کرمو وال

۱ـــ اصل : کا ۔ مگر پنجابی میں یہ علامت اضافت مستعمل نہیں ہے، اس لیے میں نے پنجابی علامت "دا" کو متن میں لکھنا مناسب خیال کیا ۔
۲ـ اصل میں تینوں مصرعوں میں "ول" ہے ۔
۳ـــ اصل : آ کہہ ۔

سر سودا کلاہِ دود آسا ہدہد اور مور کا سا طُرہ لگا ہوا سو دور دہر کر گلا ولا کس سا لال لال ہو، گھور گھور، گھورک گھورک، کود کود لُوم اور مکرا اور مسکول کا گرما گرم گول گول گولا سا سلام، اور مسکرا مسکرا طاؤس وار کام، اور کلام اس طور:

وہو وہو او کالا آدم کالا آدم
لاو ول لاو ول درام درام

اور سو گوارا دارو اور رال کو آگ لگا کر معرکہ آرا ہوا۔ ماہ ساطع اور ملکۂ گوہرآرا کو اس طور کا کلامِ مداح معرکہ آرا مسموع ہوا کہ اللہ، اللہ!

کلامِ مصرع دارا

حور عروسِ مدعا، صلّ علا محمدٍ
عطرِ سہاگ کا لگا، صلّ علا محمدٍ
واہ، وہ عالم اور ادا، سہرا ملا دلا ہوا
طورِ سحر سو رسمسا، صل علا محمد
سلسلۂ کلام گرم، اور ہوا وہ سرد سرد
وصل سہا و مہر کا، صل علا محمد

۱۔کلیات انشا قلمی: ۱۴۱ ب، کلیات مطبوعۂ دہلی: ۲۳۲۔

٭ واردِ معر كه هوا مهرهٔ ماه و مهر[1] كو ٭
٭ اور عطاردِ سما، صل علا محمد ٭
٭ آس مراد کا ادھر اور اُدھر کو گل کھلا ٭
٭ گل کدہ سارا لہلہا، صل علا محمد ٭
٭ معرکہ دھوم دھام کا، وہ محل اور اُس کا وہ ٭
٭ کارِ مرصع و طلا، صل علا محمد ٭
٭ صدرِ صدورِ رسم وراہ واردِ محکمہ[2] ہوا ٭
٭ مُہر ملوک کا لکھا، صل علا محمد ٭
٭ طرۂ لعل و گوهر اور سلسله راگ[3] کا کھلا ٭
٭ وا درۂ ارم ہوا، صل علا محمد ٭
٭ صل علا محمد، آلِ رسول کا رہا ٭
٭ ہم کو مدام آسرا، صل علا محمد ٭
٭ سورۂ حمد اور درود وردکر آنشا،[4] واہ واہ ٭
٭ واہ، کرور واہ وا، صل علا محمد ٭

۱۔ اصل: و ندارد۔
۲۔ ق و م: حاکم۔
۳۔ ق و م: ہار۔
۴۔ مقطع میں بہ مجبوری منقوط لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

اُس مداح کو اس کا صلہ[1] آ گرا، اور اُس کا گردا گرد اور کمرِ مرصع اور عطر اور طرۂ گوہر اور ہار گل[2] کا مِلا، اور کہا کہ «واہ، واللہ، واہ!»۔

اور حکم عالم مطاع کامو اور کادو اور گوگا اور رموّ اور کملو کو صادر ہوا کہ کل اس کو گاؤ۔ لاکھ حصارِ طلا کار، دس لاکھ ہالۂ ماہ کردار اور سولہ لاکھ سہ درۂ الماس وار، اور سو لاکھ طاؤسِ ہما کردار، ہر ہر واحد آگ کا کرا مع[3] گلکدۂ ارم اگل اگل معرکہ آرا رہا۔

اور رعد صدا وہ گرما گرم گولا کہ سما و سمک کو دہلا دہلا ہلا ہلا کر محلِ طلوعِ صد مہر و ماہ و سہا و عطارد ہوا، اُس کا عالم اس طور کا کہ واہ!

اور وہ کرہ مدور سا اطلس کا کہ آگ کا لگاؤ اور دود اُس کا حاملِ ہوا، اُس کا صعود، اللہ اللہ!

ہر گاہ ماہِ عالم آرا کا سدس عہدِ عمل رہا، اسعد الدولہ ملا محمد کامل، اور اکرام الدولہ ملا محمد لامع کو دو گواہ کر کر دولہا آمادۂ وصالِ دلدار رہا۔ اور

۱۔ اصل: صلا۔ ۲۔ اصل: کل۔

۳۔ اصل: معہ۔

عروس کا سرآمدِ وکلا صدرالصدور، صدرالدولہ، مکرم الملک ملا محمد واسع ہوا۔ اور داماد کا عمادالدولہ، مصلح الملک ملا محمود۔ الحاصل وہ دس سطر کہ عروس و داماد کا معاملۂ[۱] ہمدگر اُس سوا ہو، سو معلوم، مع[۲] مَہر و مُہر و گواہ دولھا[۳] حوالۂ سمع کر کر محل سرا کو سدھارا۔ اللہ، اللہ! وہ آس مراد کا موسم اور اُس دولھا کا طرۂ الماس اور لعل کا عالم۔ اور وہ سہرا سلسلۂ گوہر اور گل کا اہلا گہلا، اور وہ ہارِ مرصع کا لہلہا، اور وہ سہاگ کا عطر، اور وہ محل سرا کا معاملہ، اور گھر کا وہ سُر راگ علاحدہ علاحدہ اور طور کا۔ اور کل رسم و رسوم اور معمول، اور اللہ کا رحم اور دھوم دھام، اور وہ ماہرو کا گُلگلا سا گال اور اُس دم کا حال، اور وہ گھما گھمی، اور وہ ملولا، اور وہم اور مسوسا، اور ہراس اور لاکھ طرح کا وسواس۔ اور اس ہم عمر کا دلاسا اور اُس کا اُداس کلمہ و کلام، اور اُس کا گھلاؤ مِلاؤ، اور وہ سُوہلا کہ

۱۔ اصل: معاملا۔

۲۔ اصل: معہ۔

۳۔ اصل: دولہ۔

«لو، وہ آگلا اکہرا دُھرا ہو کر اس طرح آلگا» اور اُس کا رکاؤ اور دل کا گھاؤ اور رکھ رکھاؤ۔

واہ واہ، وہ محل سرا کہ طرحِ اساس اس طور حدِّ معمار ہو، سو معلوم۔ ہر موسم کا علاحدہ علاحدہ عالم۔ موسمِ سرما کا عالم اس طور: وسط گلکدہ گول گھر کلاہِ سمور آسا، اور ہر ہر در کو اطلسِ طوس لگا ہوا، لمعۂ مہرِ وسط السما، سرو سا دگلا ہوا کا گد گدا ملمع مطلا۔ اگر کا عطر اُس کا حوصلہ آرا، اور راگ کا سُرور، سِرا وِرا معلوم، مگر مدہ مادہ کا دورہ، اور عود کا ہراڑا، اور ہا ہا ہا! وہ گھما گھم کا موسم، اور دمکلا وہ کہ اُس کا اس طرح کا عالم کہ دو کوس والا مار کھا کر لال ہو، اور وہ کلال اور گالم گال، اور وہ آمد آمد کا سُر اور دھمال، اور راگ اس طرح:

«مادھو ہو درس دکھاؤ رادھا کو دوؤ ادھر گھکر سدارس لو»

اور موسمِ گرما کا حال اس طرح کہ طلوعِ ماہِ طلسم کا سحر کا سا معرکہ، موگرا کا گھر، گوہر آمودہ ہر در، گردا گرد لہر اور گوکھرو کا لہرا، اور راگ واگ اصلا، مگر کامود اور کدارا۔

اور الله الله! وہ اودا اودا احاطه کوهسار کا سا
گردا گردِ دورۂ عالم، اور وہ اهلا گہلا لہلہا هرا هرا
موسم، اور واہ واہ! وہ عروسِ رعدکا رَولا کہ اس
طرح معلوم هو کہ آگ کا کُرہ، هل هل کر گرا۔
اور وہ مَسّدِ طلا کار اور دالك اور دمك اور موسل دهار
اور سارا محل سرا طورِ طاؤس هوا دار۔ اور هرهر در
اور هرهر کهم کو سُوها ململ اور سوها ادرسه لگا هوا۔

اور واہ واہ! وہ کوکلا اور وہ کدم اور اُس کا
گلا کسا هوا محو و آوارہ، اُس کا هار رسّا گہوارۂ
مرصع کا اور راگ واگ، گوا دِهدکار، کس کو درکار
مگر ملار ملار ملار۔

الحاصل اُس حورِ ماہ آسا کا وصل اُس سروِ دلآرا
کو حاصل هوا۔ او لوگو، سر کهول کهول دعا کروکه—
الہٰها، اُس طرح که ملکۂ گوهرآرا اور ماہ ساطع کا
همدگر مدعا ملا، اُس طرح همارا اور کل عالم کا دل مسرور
اور دکهہ دِلدّر دور هوا!

اهلِ عالم کو معلوم هو که معمارِ اساسِ «سلکِ گوهر»

۱ـ اصل: کو۔

طلسم کا اسم، مرادِ «لو آرَادَ اللّٰه»[1] همسرِ املا، ولدِ مدلولِ «مَا آرَادَ اللّٰه»[2] مصدر، ولدِ معلوم «لمعُ اللّٰه»[2] هوا۔ سو هم اور همارا والد اور همارا دادا سگِ درگاهِ اسد اللّٰه، رَحِمَهُمُ اللّٰه، هر کدام کو مسموع هوا هوگا که وه مردِ عمده، والد محررِ سطور کا آلِ رسول اور صلاح کارِ اُمرا، سر آمدِ حکما مع عَلَمَ و کوس همسرِ رؤسا، دلاورِ معارکِ اهلِ حسام[3] دو دم، سالکِ مسالکِ کرم، سرگروهِ اهلِ همم رها، اور سحر و مسا مدام، دمامهٔ حمامه صدا اُس کا سرِ عام، اور عموماً اطعامِ وارد وصادر کا واسطه، اور محرکِ سلسلهٔ صله،[4] اور علوِ حوصله اُس کا وه که دم سوال هر کدام کو موسمِ سرما گرما گرم کمّل اور موسمِ گرما دوهر ملا۔ مردِ طعام‌ده، مددگارِ که ومه، درد دکھ کا سهارا، گھر اُس کا اهلِ کمال کا آسرا۔ الٰهـا، اس کا صله[4] اُس کو

۱۔ اصل کے بین السطور میں اس جملے کے نیچے لکھا ہے : «ان شاء اللّٰه»۔ دیباچے کے حاشیے میں اس کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

۲۔ اصل کے بین السطور میں اس جملے کے نیچے لکھا ہے: «ماشاء اللّٰه»۔ یہ انشا کے والد کا نام ہے، مصدر ان کا تخلص تھا۔ «ما اراد اللّٰه» کے معنی ہیں، جو اللّٰه نے چاہا۔ یہی مطالب و معنی «ماشاء اللّٰه» کے ہیں۔ پس جملهٔ ثانی جملهٔ اول کا مدلول یعنی مطلب ٹھہرا۔

۳۔ اصل کے بین السطور میں اس فقرے کے نیچے «نور اللّٰه» لکھا ہے۔

۴۔ اصل : صلا۔

دلدارا زور اور مدامِ طہور عطا کر، اور سولاکھ گرہ کو وا کرا

DUE DATE